کمال الدین
وتمام النعمۃ

للشیخ الجلیل الاقدم
الصدوق
ابی جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی
المتوفی سنۃ ۳۸۱

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر۔ ۱۵۱ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	کمال الدین وتمام النعمہ
تالیف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
تصیح وتحقیق	علی اکبر غفاری
ترجمہ	گروہ مترجمین
نظر ثانی	سید عطا محمد عابدی
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافک سینٹر
اشاعت اول	اگست 1999ء ربیع الثانی 1420 ھ
اشاعت دوئم	جولائی 2002 ربیع الثانی 1423 ھ
تعداد	ایک ہزار
قیمت	۳۰۰ روپے

الکساء پبلیشرز

آر ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

ان کی ملاقات ہوئی اور ان سے روایت نقل کی ۔ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے رفیع و اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے والے ان شیخ سے ملاقات کرائی تو میں نے اس ملاقات کو آسان بنانے اور ان کی اخوت سے مجھے سرفراز کرنے اور ان کی محبت اور خلوص سے نواز نے پر ان کا شکر ادا کیا ۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے بات چیت کے دوران ایک ایسے آدمی سے اپنی ملاقات کے بارے میں بتایا جو بخارا کے بڑے فلاسفر اور منطقین میں سے تھا اور حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں اس کے ایک قول کو نقل کیا جس نے آپؑ کے بارے میں حیرت اور شک و شبہ میں ڈالدیا تھا آپؑ کی غیبت کے طولانی ہونے اور آپؑ کے بارے میں اخبار منقطع ہونے کی بناء پر ۔ پس میں نے آپؑ کے وجود کے بارے میں کچھ حقائق بیان کئے اور آپؑ کی غیبت کے بارے میں پیغمبرِ خداؐ اور ائمہ علیہم السلام سے کچھ روایت نقل کیں جس سے ان کے نفس کو سکون ملا اور ان کے دل میں جو شک و شبہ اور تردد داخل ہوا تھا وہ زائل ہو گیا ۔ اور جو کچھ روایاتِ صحیح میں سے انہوں نے مجھ سے سنا اس کو بغور سنا اور تہ دل سے تسلیم کر لیا ۔ اور مجھ سے درخواست کی کہ میں اس بارے میں (ان کے لئے) ایک کتاب تصنیف کروں ۔ میں نے ان کی اس درخواست کو مان لیا اور ان سے وعدہ کیا کہ جب اللہ تعالیٰ میرے لئے اپنے وطن اور قرار گاہ " رے " کی طرف لوٹنے میں آسانی کر دے تو میں روایات میں سے جو کچھ چاہتا ہوں ان کو یکجا کروں گا ۔

ایک رات جب کہ میں اپنے اہل و عیال و برادران اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں ، جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑ آیا تھا کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور خواب دیکھا کہ گویا میں مکہ میں بیت اللہ الحرام کا طواف کر رہا ہوں اور ساتویں شوط کے ساتھ میں حجر اسود کے قریب ہوں اور اس کے پاس پہنچ کر اسے بوسہ دے رہا ہوں اور یہ کہہ رہا ہوں " میں نے اپنی امانت ادا کر دی اور عہد و میثاق پوری کر دی تاکہ تو عہد پر وفا کرنے پر گواہ بنے " اتنے میں ہمارے آقا صاحب الزمان صلوات اللہ علیہ کے کعبہ کے دروازے پر ایستادہ حالت میں دیدار سے شرفیاب ہوتا ہوں ۔ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے اور فکر و پریشانی کی حالت میں آپؑ میرے چہرے سے میری دلی کیفیت سے باخبر ہو جاتے ہیں ۔ میں نے آپؑ کو سلام کیا آپؑ نے مجھ کو سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا کیوں غیبت کے بارے میں ایک کتاب تصنیف نہیں کرتے تاکہ تمہارے ہم و غم کو دور کر دے ؟ میں نے عرض کیا اے فرزندِ رسولِ خدا میں نے غیبت کے بارے میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ۔ آپؑ نے فرمایا اس روش پر نہیں میں حکم دیتا ہوں تمہیں کہ اب ایک ایسی کتاب تصنیف کرو غیبت کے بارے میں اور اس میں انبیاء علیہم السلام کی غیبتوں کا ذکر کرو ۔ اس کے بعد آپ صلوات اللہ علیہ تشریف لے گئے ۔ اب جو نیند سے میں چونکا تو طلوع فجر تک دعا و گریہ و زاری اور تفرع میں گزارا ۔ جب صبح ہو گئی تو ولیِ خدا اور اس کی حجت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کتاب کی تالیف کا آغاز کر دیا ۔ درحالیکہ خدا سے مدد چاہتا ہوں اس پر توکل اور بھروسہ کرتا ہوں اور اپنی کوتاہی پر استغفار کرتا ہوں ۔ اور میری توفیق صرف اللہ کی جانب سے ہے اسی پر میرا

جلد دوم

کسی چیز کو نہیں چھوڑا۔" اور حضور اکرمؐ کی آخر عمر میں حجتہ الوداع میں یہ آیت نازل کی۔ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً** (سورۃ مائدہ آیت ۳) آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین۔ اور پوری کیں تم پر میں نے اپنی نعمتیں اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین کی حیثیت سے۔" اور امرِ امامت اتمامِ دین سے ہے۔ اور آپؐ نے رحلت فرمائی یہاں تک کہ اپنی امت پر دین کے احکام کو ظاہر کر دیا۔ اور اس کا راستہ واضح کر دیا اور ان کو حق کی راہ پر لگا کر چھوڑ دیا اور حضرت علیؑ کو ان کے لئے نشانِ ہدایت اور امام بنایا اور کسی ایسے امر کو نہیں چھوڑا جس کی طرف امت محتاج ہو مگر یہ کہ اس کو بیان کر دیا۔ پس جس نے یہ گمان کیا کہ خدا نے اپنے دین کو مکمل کئے بغیر چھوڑ دیا تو اس نے کتاب خدا کو رد کیا اور جس نے ایسا کیا اس نے اس سے کفر کیا۔ کیا لوگ قدرِ امامت اور محلِ امامت کو پہچانتے ہیں؟ کیا ان کو اس کے متعلق اختیار دے دیا گیا ہے؟

امامت ازروئے قدرومنزلت بہت اجل وارفع ہے اور ازروئے شان بہت عظیم ہے۔ اور محل و مقام کے اعتبار سے بہت بلند ہے اور اپنی طرف غیر کے آنے سے مانع ہے۔ اور اس کا مفہوم بہت گہرا ہے لوگوں کی عقلیں اس تک نہیں پہنچ سکتیں اور ان کی رائیں اس کو پا نہیں سکتیں۔ وہ اپنے اختیار سے اپنے امام کو مقرر نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو امامت سے مخصوص کیا۔ نبوت اور خلت کے بعد امامت کا تیسرا رتبہ ہے۔ پروردگار عالم نے حضرت ابراہیمؑ کو اس کا شرف بخشا اور اس کا اس طرح ذکر کیا۔ **انی جاعلک للناس اماماً** (سورۃ بقرہ آیت ۱۲۴) "میں نے تجھ کو انسانوں کا امام بنایا۔" خلیل خدا نے خوش ہو کر کہا: اور میری اولاد کو امام بنائے گا؟ فرمایا کہ ظالم میرے عہد کو نہ پاسکیں گے۔ اس آیت نے قیامت تک کے لئے ہر ظالم کی امامت کو باطل کر دیا۔ اور اس کو اپنے برگزیدہ لوگوں میں قرار دیا اور پھر ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا اس طرح کہ ان کی اولاد میں پاکیزہ اور طاہر لوگ پیدا کئے اور فرمایا: **و وھبنا لہ اسحق و یعقوب نافلۃ و کلا جعلنا صالحین ٥ وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا و اوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و کانوا لنا عابدین** ۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۷۲ ۔ ۷۳) "ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا کئے جیسا کہ انہوں نے طلب کیا اور ان سب کو صالح بنایا اور امام بنایا کہ وہ ہمارے امر کی ہدایت کرتے اور ہم نے ان کی طرف نیک کاموں کی، نماز قائم کرنے کی، اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔"

پس عہد امامت ان کی ذریت میں بطور میراث ایک دوسرے کی طرف چلا یہ سلسلہ صدیوں تک چلتا رہا یہاں تک کہ اس کے وارث حضور اکرمؐ ہوئے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے: **ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین امنوا واللہ ولی المومنین** (سورۃ آل عمران آیت ۶۸) "لوگوں میں زیادہ مناسبت ابراہیمؑ سے ان کو تھی جو ساتھ اس کے تھے اور ان کو بھی جو ایمان لائے اس نبی پر اور اللہ تعالیٰ والی ہے

مومنوں کا۔" پس یہ چیز حضور اکرمؐ کے لئے مخصوص ہوگئی۔ پھر یہ عہدہ حضرت علیؑ سے مخصوص ہوا خدا کے حکم سے اس رسم کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی۔ پس ان کی اولاد میں وہ اصفیاء ہوئے جن کو اللہ نے علم و ایمان دیا۔ جیساکہ اللہ نے فرمایا ہے: **وقال الذین اوتوا العلم والایمان لقد لبثتم فی کتاب اللہ الی یوم البعث فھذا یوم البعث ولکنکم کنتم لاتعلمون** (سورۃ روم آیت ۵۶) "اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا تھا یہ کہیں گے کہ تم تو خدا کے نوشتے کے بموجب قیامت تک رہے ہو تو آج تو یہ قیامت کا دن ہے لیکن تم کو (اس کا) علم و یقین ہی نہ تھا۔" پس یہ امامت اولاد علی علیہ السلام میں قیامت تک رہے گی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تو ان جاہلوں کو (امام بنانے کا) یہ اختیار کہاں سے حاصل ہوگیا؟

امامت بمنزلہ نبوت اور میراثِ اوصیاء ہے۔ امامت اللہ کی خلافت اور رسول اللہؐ کی جانشینی ہے یہ مقام امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ اور میراثِ حسنؑ اور حسینؑ ہے۔

امامت دین کی لگام اور نظامِ مسلمین ہے۔ اس سے امورِ دنیا کی درستی ہے اور مومنین کی عزت ہے امامت اسلام کا سر اور اس کی بلند شاخ ہے۔ امام ہی سے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد کا تعلق ہے۔ امام ہی مالِ غنیمت کا مالک ہے، صدقات کا وارث ہے۔ وہی حدود اور احکام کا جاری کرنے والا ہے۔ وہی سرحدوں اور اطراف کی حفاظت کرنے والا ہے۔

امام حلالِ خدا کو حلال اور حرامِ خدا کو حرام کرتا ہے۔ حدود اللہ کو قائم کرتا ہے۔ دشمنوں کو دینِ خدا سے دور کرتا ہے۔ اور لوگوں کو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دینِ خدا کی طرف بلاتا ہے وہ خدا کی حجتِ بالغہ ہے۔

امام چڑھتا سورج ہے جو اپنی روشنی سے عالم کو جگمگا دیتا ہے۔ وہ ایسے مقام بلند پر ہے کہ لوگوں کے ہاتھ اور نگاہیں وہاں تک نہیں پہنچ سکتیں۔

امام روشن چاند اور ضیاء بار چراغ ہے۔ جگمگاتا نور ہے۔ ہدایت کرنے والا ستارہ ہے اور ضلالت کی تاریکیوں میں شہروں، جنگلوں اور سمندر کی گہرائیوں میں راہ بتاتا ہے۔

امام پیاسے کے لئے چشمہ آبِ شیریں ہے، ہدایت کا ناز ہے، ہلاکت سے نجات دینے والا ہے۔ وہ اس آگ کے مانند ہے جو کسی بلندی پر لوگوں کو راستہ دکھانے کے لئے روشن کی جائے، اس کے وجود کی گرمی سے یخ بستہ موسم میں سکون ملتا ہے وہ ہلاکت خیزیوں میں صحیح راستہ بتانے والا ہے۔ جو اس سے الگ رہا ہلاک ہوا۔

امام برسنے والا بادل ہے وہ موسلا دھار بارش ہے۔ وہ آفتاب درخشاں ہے وہ سایہ فگن آسمان ہے۔ وہ ہدایت کی کشادہ زمین ہے وہ ابلنے والا چشمہ ہے۔ وہ تالاب ہے۔ وہ باغ ہے۔

امام امانت دار ساتھی ہے۔ شفیق باپ اور سگا بھائی ہے۔ اور سخت مصیبت میں بندوں کا جائے پناہ ہے۔

امام اللہ عزوجل کا اس کی مخلوق میں امین ہے۔ اس کے بندوں پر اس کی حجت ہے۔ امام شہروں میں خدا کا خلیفہ